سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: سولھویں

رسالہ نمبر 2

# التحریر الجید فی حق المسجد ۱۳۱۵ھ

## مسجد کے حق میں عمدہ تحریر

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

# رسالہ

# التحریر الجید فی حق المسجد ۱۳۱۵ھ

## (مسجد کے حق میں عمدہ تحریر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

**مسئلہ ۱۳۴:** بنگال ضلع نواکھالی مقام ہتیامرسلہ مولوی عباس علی عرف مولوی عبدالسلام صاحب ۲۱ذوالحجۃ الحرام ۱۳۱۵ہجری قدسیہ۔

کیافرماتے ہیں علمائے دین وفضلائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی چیزیں فروخت کرنا جائز ہوگا یانہیں؟

**الجواب:**

مسجد کی چیزیں اس کے اجزاء ہیں، یا آلات یا اوقاف یا زوائد، اجزاء یعنی زمین و عمارت قائمہ کی بیع تو کسی حال ممکن نہیں مگر جب مسجد معاذاللہ ویران مطلق ہوجائے اور اس کی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت میں باذن قاضیِ شرع حاکم اسلام اس کا عملہ بیچ کر دوسری مسجد میں صرف کرسکتے ہیں، مواضع ضرورت میں اس روایت پر عمل جائز ہے۔

| | |
|---|---|
| فی الدرالمختار لوخرب ماحوله واستغنی عنه یبقی مسجدا عندالامام | درمختار میں ہے اگر مسجد کا گردو پیش ویران ہوگیا اور مسجد کی ضرورت نہیں رہی تب بھی امام اعظم ابوحنیفہ |

والثانی ابدا وبه یفتی وعن الثانی ینقل الی مسجد اٰخر باذن القاضی[1]، وفی ردالمحتار قوله وعن الثانی الخ جزم به فی الاسعاف حیث قال ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه لایعود الی ملك الواقف عند ابی یوسف فیباع نقضه باذن القاضی ویصرف ثمنه الی بعض المساجد[2] اھ وفیه ایضًا الشیخ الامام امین الدین بن عبدالعال والشیخ الامام احمد بن یونس الشلبی والشیخ زین بن نجیم والشیخ محمد عبد الوفائی فمنهم من افتی بنقل بناء المسجد ومنهم من افتی بنقله ونقل ماله الی مسجد اٰخر، والذی ینبغی متابعة المشائخ المذکورین فی جواز النقل بلا فرق بین مسجد اوحوض کما افتی به الامام ابوشجاع والامام الحلوانی وکفی بهما قدوة ولا سیما فی زماننا فان المسجد اذا لم ینقل

اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کے نزدیک وہ ہمیشہ تا قیامت مسجد ہی رہے گی اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے۔اور امام ابویوسف کی ایک روایت یہ ہے کہ قاضی کی اجازت سے اسے دوسری مسجد کی طرف منتقل کردیا جائیگا۔ردالمحتار میں ہے کہ ماتن کا قول "وعن الثانی الخ" اسعاف میں اسی پر جزم کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مسجد اور اس کا گردوپیش ویران ہوجائے اور لوگ وہاں سے نقل مکانی کرجائیں، تو امام ابویوسف کے نزدیک وہ واقف کی ملک میں نہیں لوٹے گی چنانچہ قاضی کی اجازت سے اس کا ملبہ فروخت کرکے ثمن کسی دوسری مسجد میں صرف کیا جائے گا اھ اسی میں یہ بھی جیسے شیخ امام امین الدین بن عبدالعال، شیخ امام احمد بن یونس شلبی، شیخ زین بن نجیم اور شیخ محمد الوفائی ان بزرگوں میں سے بعض نے مسجد کی عمارت اور بعض نے عمارت اور اس کے مال کو دوسری مسجد کی طرف منتقل کرنے کا فتوی دیا، اور جو بات مناسب ہے وہ یہی ہے کہ مسجد وحوض میں فرق کئے بغیر جواز نقل میں مشائخ مذکورہ کی اتباع کی جائے جیسا کہ امام ابوشجاع اور امام حلوانی نے اس پر فتوی دیا ہے اور ان دونوں اماموں کا مقتدا ہونا کافی ہے خصوصًا ہمارے زمانے میں، کیونکہ اگر مسجد کو منتقل نہ کیا جائے

---

[1] درمختار کتاب الوقف مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۳۷۹

[2] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۷۱

| | |
|---|---|
| یاخذ انقاضه اللصوص والمتغلبون کما هو مشاهد[3] اھ ملتقطًا **قلت** وللعبد الضعیف ههنا تحقیق شریف حقق فیه بتوفیق الله تعالٰی ان الروایة النادرة عن الثانی مفرعة علی قوله المفتی به کما افاده فی الدرر والدر خلافا لما فهمه العلامة الشامی رحمة الله تعالٰی علیه وانه یفتی بها فی مواضع الضرورة کما قرره الشامی ومن سبقه ممن سمی وممن لم یسم وانه یجوز نقل الساحة ایضا کما نقل النقض وهو ما مر من قوله منهم من افتی بنقله ونقل ماله وان قول الدر "ینقل الی مسجد اٰخر"[4] محمول علی ظاهره وان ذکر النقض والمال والبناء فی کلام غیره غیر قید وان حاصل تلك الروایة زوال المسجدیة مع بقاء الوقفیة فلا یعود الی ملك البانی او ورثته ویجوز النقل والاستبدال والله تعالٰی اعلم بحقائق الاحوال۔ | تو چور اور جبری قبضہ کرنے والے لوگ اسباب مسجد لے لیں گے جیسا کہ دیکھا جارہا ہے اھ التقاط۔ **قلت** (میں کہتا ہوں) اس عبد ضعیف کی یہاں پر ایک نہایت شاندار تحقیق ہے جس میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے ثابت کیا گیا ہے کہ امام ابویوسف کی روایت نادرہ ان کے مفتی بہ قول پر متفرع ہے جیسا کہ اس کا فائدہ درر اور در نے دیا ہے، بخلاف اس کے جو علامہ شامی نے سمجھا اور مواضع ضرورت میں اس پر فتوٰی دیا جاتا ہے جیسا کہ علامہ شامی اور ان کے پیش رو ائمہ نے اس کی تقریر فرمائی ان میں سے بعض کا نام علامہ شامی نے ذکر کیا اور بعض کا نام ذکر نہیں کیا، اور اس بات کو بھی ثابت کیا گیا کہ مسجد کے ملبہ کی طرح اس کی میدان کو بھی نقل کرنا جائز ہے، اور علامہ شامی کا یہ قول گزرچکا ہے کہ ان میں سے بعض نے مسجد کو نقل کرنے اور اس کے مال کو نقل کرنے کا فتوٰی دیا ہے اور اس بات کو بھی ثابت کیا گیا کہ درکا یہ قول "اس مسجد کو دوسری مسجد کی طرف نقل کیا جائے گا" اپنے ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ در کے غیر کے کلام میں ملبہ، مال اور عمارت کا ذکر بطور قید نہیں اور یہ کہ اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ وقفیت کے باقی رہنے کے باوجود مسجدیت کا زوال ہے لہذا بانی یا اس کے وارثوں کی طرف ملک عود نہیں کرے گی اور اس کا نقل کرنا اور تبدیل کرنا جائز ہے اور احوال کی حقیقتوں کو اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے (ت) |

[3] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۷۲

[4] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۷۹

ہاں اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہوجانے یا اس میں ضعف آجانے کے سبب خود منہدم کرکے از سرنو تجدید عمارت کریں اب جو اینٹوں کڑیوں تختوں کے ٹکڑے حاجت مسجد سے زائد بچیں کہ عمارت مسجد کے کام نہ آئیں اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھار کھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے ان کی بیع میں مضائقہ نہیں مگر اذن قاضی درکار ہے اور اس کی قیمت جو کچھ ہو وہ محفوظ رکھی جائے کہ عمارت ہی کے کام آئے۔

| | |
|---|---|
| فی ش عن ط عن الھندیۃ مسجد مبنی اراد رجل ان ینقضه ویبنیه احکم ،لیس له ذٰلك لانه لاولا یة له ،مضمرات ،الاان یخاف ان ینھدم ان لم یھدم تاتارخانیة ،وتاویله ان لم یکن البانی من اھل تلك المحلة واما اھلھافلھم ان یھدموہ ویجددوا بناءہ ویفرشوا الحصیر ویعلقو القنادیل لکن من مالھم لامن مال المسجد الابامر القاضی خلاصة[5] اھ وفی العقود الدریة عن البحر عن عمدۃ الفتاوٰی لا یجوز بیع بناء الوقف قبل ھدمه[6] وفی الھندیة عن السراجیة لوباعوا غلة المسجد اونقض المسجد بغیراذن القاضی الاصح انه لایجوزاھ[7] وفی الدر صرف الحاکم اوالمتولی نقضه اوثمنه ان تعذر | شامی میں ط سے بحوالہ ہندیہ مذکور ہے کہ تعمیر شدہ مسجد کو گرا کر اگر کوئی شخص پہلے سے مضبوط تر بنانا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کیونکہ اس کو ولایت حاصل نہیں، مضمرات۔ مگر اس وقت ایسا کرنا جائز ہے جب یہ ڈر ہو کہ اگر وہ نہیں کرائیگا تو از خود گر جائے گی، تاتارخانیہ۔ تاویل اس کی یہ ہے کہ جب نئی مسجد بنانے والا اس محلّہ کا باشندہ نہ ہو لیکن اہل محلّہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پرانی مسجد کو گرا کر اس کو نئے سرے سے تعمیر کریں، اس میں چٹائیاں بچھائیں اور قندیلیں لٹکائیں لیکن یہ سب کچھ وہ اپنے مال سے کریں مسجد کے مال سے بلااجازت قاضی وہ ایسا نہیں کرسکتے، خلاصہ۔ اور عقود الدریہ میں بحر سے بحوالہ عمدۃ الفتاوٰی منقول ہے کہ گرانے سے قبل وقف کی عمارت کو فروخت کرنا جائز نہیں اھ ہندیہ میں سراجیہ کے حوالے سے مذکور ہے کہ اگر |

[5] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۷۰

[6] العقود الدریۃ فی تنقیح الحامدیۃ کتاب الوقف حاجی عبدالغفار ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۱۱۵

[7] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الوقف نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۴۶۳

| | |
|---|---|
| اعادۃ عینه الی عمارته ان احتاج والاحفظه لیحتاج، الااذاخاف ضیاعه فیبیعه ویمسك ثمنه لیحتاج[8]۔ | لوگوں نے قاضی کی اجازت کے بغیر مسجد کا غلہ یا اس کا ملبہ فروخت کردیا تو اصح قول کے مطابق یہ جائز نہیں اھ۔ |

درمختار میں ہے حاکم یا متولی وقف کے ملبہ یا اس کی قیمت کو صرف کرے اگر وقف کا اعادہ بعینہٖ اس کی عمارت کی طرف متعذر ہوا گر حاجت ہو مرمت کی، ورنہ قضائے حاجت کے لئے محفوظ رکھے، مگر جب اس کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو اس کو فروخت کرکے ثمن وقف حاجت کے لئے رکھ چھوڑے۔(ت)

**آلات:** یعنی مسجد کا اسباب جیسے بوریا، مصلی، فرش، قندیل، وہ گھاس کہ گرمی کے لئے جاڑوں میں بچھائی جاتی ہے **وغیر ذٰلک**، اگر سالم وقابل انتفاع ہیں اور مسجد کو ان کی طرف حاجت ہے تو ان کے بیچنے کی اجازت نہیں، اور اگر خراب وبیکار ہو گئی یا **معاذاللہ** بوجہ ویرانی مسجد ان کی حاجت نہ رہی، تو اگر مال مسجد سے ہیں تو متولی، اور متولی نہ ہو تو اہل محلّہ متدین امین باذن قاضی بیچ سکتے ہیں، اور اگر کسی شخص نے اپنے مال سے مسجد کو دئے تھے تو مذہب مفتی بہ پر اس کی ملک کی طرف عود کرے گی جو وہ چاہے کرے، وہ نہ رہا ہو اور اس کے وارث وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتا نہ ہو تو ان کا حکم مثل لقطہ ہے، کسی فقیر کو دے دیں، خواہ باذن قاضی کسی مسجد میں صرف کردیں،

| | |
|---|---|
| فی الھندیة عن الذخیرة رباط کثرت دوابه وعظمت مؤنھا ھل للقیم ان یبیع شیئا منھا وینفق ثمنھا فی علفھا او مرمة الرباط، فھذاعلی وجھین ان بلغ سن البعض الی حد لایصلح لما ربطت له، فله ذٰلك وما لافلا[9] الخ وفی الخانیة جنازة او نعش | ہندیہ میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ ایک رباط کے جانور بہت زیادہ ہوگئے اور ان کا خرچہ بہت بڑھ گیا تو کیا متولی ان میں سے بعض کو فروخت کرکے ان کی قیمت جانوروں کے چارہ اور رباط کی مرمت پر صرف کرسکتا ہے یا نہیں، اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں، اگر بعض جانوروں کی عمریں اس قدر زیادہ ہو چکی ہیں کہ وہ اس مقصد کی صلاحیت نہیں رکھتے جس کے لئے ان کو رباط میں باندھا گیا ہے تو متولی انہیں فروخت کرسکتا ہے ورنہ |

[8] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸۲

[9] فتاوٰی ہندیہ کتاب الوقف الباب الثانی مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۴۷۰

| | |
|---|---|
| للمسجد فسد فباعه اهل المسجد قالوا الاولی ان یکون البیع بامر القاضی والصحیح ان بیعهم لایصح بغیر امر القاضی [10] اھ وفیها بسط من ماله حصیرا فی المسجد فخرب المسجد ووقع الاستغناء عنه فان ذٰلك یکون له ان کان حیا ولوارثه ان کان میتا وان بلی ذٰلك کان له ان یبیع ویشتری بثمنها حصیرا اٰخر،وکذالو اشتری حشیشا او قندیلا للمسجد فوقع الاستغناء عنه،وعندابی یوسف یباع ویصرف ثمنه الی حوائج المسجد فان استغنی عنه هذاالمسجد یحول الی المسجد الاٰخر،والفتوی علی قول محمد،ولو ان اهل المسجد باعوا حشیش المسجد اوجنازة او نعشا صار خلقا ومن فعل ذٰلك غائب،لایجوز الاباذن القاضی هوالصحیح [11] اھ فی الهندیة | نہیں الخ۔خانیہ میں ہے مسجد کا تابوت اور مسجد کی چارپائی جو کہ خراب ہوچکی ہو پس اہل مسجد نے اسے فروخت کردیا تو مشائخ فرماتے ہیں کہ قاضی کے حکم سے بیع کا ہونا اولی ہے اور صحیح یہ ہے کہ بلااذن قاضی ان کی بیع درست نہیں ہوگی اھ اسی میں ہے کسی شخص نے اپنے مال سے مسجد میں چٹائی بچھائی پھر مسجد ویران ہوگئی اور اس چٹائی کی ضرورت نہ رہی تو وہ چٹائی بچھانے والے کی ہوگی اگر وہ زندہ ہے ورنہ اس کے وارثوں کی ہوگی،اور اگر وہ چٹائی بوسیدہ ہوجائے تو بچھانے والے کو اختیار ہے کہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے نئی چٹائی خریدلے۔اسی طرح حکم ہے اگر کسی نے مسجد کے لئے گھاس یا قندیل خریدا پھر اس کی ضرورت نہ رہی ہو، اور امام ابویوسف کے نزدیک ان چیزوں کو فروخت کرکے ان کی قیمت کو مسجد کی ضروریات پر صرف کیاجائے گااور اگر اس مسجد کو ضرورت نہ ہو تو دوسری مسجد کی طرف منتقل کیاجائے گا،اور فتوی امام محمد کے قول پر ہے،اور اگر اہل مسجد نے مسجد کی پرانی گھاس یا پرانا تابوت یا پرانی چارپائی فروخت کردی جبکہ یہ چیزیں مسجد کو دینے والا غائب ہے تو قاضی کی اجازت کے بغیر یہ جائز نہیں اور یہی صحیح ہے اھ ہندیہ میں ہے |

[10] فتاوی قاضی خاں کتاب الوقف مطبوعہ نولکشور لکھنؤ اول ۱۶۔۷۱۵،دوم ۱۳۔۷۱۷،فتاوٰی ہندیہ کتاب الوقف الباب الحادی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۴۵۸

[11] فتاوی قاضی خاں کتاب الوقف مطبوعہ نولکشور لکھنؤ اول ۱۶۔۷۱۵،دوم ۱۳۔۷۱۷،فتاوٰی ہندیہ کتاب الوقف الباب الحادی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۴۵۸

| | |
|---|---|
| ذکر ابواللیث فی نوازلہ حصیر المسجد اذاصار خلقا واستغنی اھل المسجد عنہ وقد طرحہ انسان ان کان الطارح حیا فھو لہ وان کان میتا ولم یدع لہ وارث ارجو ان لاباس بان یدفع اھل المسجد الی فقیر او ینتفعوا بہ فی شراء حصیر اٰخر للمسجد والمختار انہ لایجوز لھم ان یفعلوا ذٰلك بغیر امر القاضی کذا فی محیط السرخسی [12]اھ فی ردالمحتار عن البحر الفتوی علی قول محمد فی اٰلات المسجد وعلی قول ابی یوسف فی تابید المسجد[13]۔ | کہ ابولیث نے اپنی نوازل میں ذکر کیا کہ مسجد کی چٹائی جب پرانی ہوگئی اور اہل مسجد کو اس کی ضرورت نہ رہی جبکہ اس کو ایک شخص نے ڈلوایا تھا وہ اس کی ہوگی اگر وہ زندہ ہے اور اگر وہ مرگیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا تو میں امید کرتا ہوں کہ اس بات میں حرج نہیں کہ اہل مسجد وہ چٹائی کسی فقیر کو دے دیں یا اس کو بیچ کر مسجد کے لئے دوسری چٹائی خریدنے میں اس سے نفع اٹھائیں، اور مختار یہ ہے کہ قاضی کی اجازت کے بغیر انہیں ایسا کرنا جائز نہیں، محیط سرخسی میں یونہی ہے اھ، ردالمحتار میں بحوالہ بحر ہے کہ آلات مسجد کے بارے میں فتوٰی امام محمد کے قول پر ہے اور تابید مسجد کے بارے میں فتوٰی امام ابویوسف کے قول پر ہے رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما (ت) |

**اوقاف:** جبکہ عامر وآباد نہ ہوں ان کی بیع اصلاً جائز نہیں مگر بناچاری کہ ظالم نے زبردستی ان پر قبضہ کرلیا اور اس سے رہائی کی سبیل نہیں مگر وہ قیمت دینے پر راضی ہے تو بمجبوری ثمن لے کر ان کے عوض اور خرید کر ان کے قائم مقام کردیں یا جبکہ واقف نے اصل وقف میں استبدال شرط کرلیا ہو تو جائز ہے کہ انہیں بیچ کر تبدیل کرلیں،

| | |
|---|---|
| فی الدر عن الاشباہ لایجوز استبدال العامر الا فی اربع[14]. فی ردالمحتار ،الاولی لوشرطہ الواقف. الثانیۃ اذا غصبہ غاصب واجری | درمختار بحوالہ اشباہ مذکور ہے کہ چار صورتوں کے علاوہ آباد وقف کو تبدیل کرنا جائز نہیں، ردالمحتار میں ہے (ان چار صورتوں میں سے) پہلی صورت یہ ہے کہ خود واقف نے تبدیل کرنے کی شرط لگائی ہو، |

[12] فتاوٰی ہندیہ کتاب الوقف الباب الحادی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۴۵۸

[13] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۷۱

[14] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸۴

| | |
|---|---|
| علیه الماء حتی صار بحرا،فیضمن القیمة ویشتری المتولی بها ارضابدلا،الثالثة ان یجحده الغاصب ولابینة ای واراد دفع القیمة فللمتولی اخذها لیشتری بها بدلا،الرابعة ان یرغب انسان فیه ببدل اکثر غلة واکثر صقعًا فیجوز علی قول ابی یوسف وعلیه الفتوی کما فی فتاوٰی قارئ الهدایة، قال صاحب النهر فی کتابه اجابة السائل قول قارئ الهدایة، "والعمل علی قول ابی یوسف" معارض بما قاله صدر الشریعة "نحن لانفتی به"،وقد شاهدنا فی الاستبدال ما لایعد ویحصی،فان ظلمة القضاة جعلوه حیلة لابطال اوقاف المسلمین وعلی تقدیره فقد قال فی الاسعاف المراد بالقاضی هو قاضی الجنة المفسر بذی العلم والعمل اھ ولعمری ان هذا اعزمن الکبریت الاحمر ،وما اراه الالفظًا یذکر فالا حری فیه السد خوفا من مجاوزة الحد | دوسری صورت یہ ہے کہ غاصب نے اسے غصب کرکے اس پر پانی جاری کردیا یہاں تک کہ وہ وقف دریا بن جائے تو اس صورت میں غاصب قیمت کا تاوان دے گا اور متولی اس قیمت کے بدلے دوسری زمین خریدے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ غاصب انکاری ہے اور گواہ نہیں ہیں یعنی غاصب وقف زمین کی قیمت دینے پر آمادہ ہے تو متولی کو اختیار ہے کہ اس سے قیمت وصول کرلے تاکہ اس کے بدلے دوسری زمین خرید لے چوتھی صورت یہ ہے کوئی شخص وقف زمین میں ایسی زمین کے بدلے رغبت رکھتا ہے جو غلہ کے اعتبار سے زمین وقف سے اکثر اور محل وقوع کے اعتبار سے زیادہ خوبصورت ہو تو امام ابویوسف کے قول پر تبدیل کرلینا جائز ہے اور اسی پر فتوٰی ہے جیسا کہ فتاوٰی قاری الہدایہ میں ہے، صاحب نہر نے اپنی کتاب اجابۃ السائل میں فرمایا قاری الہدایہ کا کہنا کہ عمل امام ابویوسف کے قول پر ہے صدر الشریعۃ کے اس قول کے مخالف ہے کہ ہم اس پر فتوٰی نہیں دیتے تحقیق ہم نے وقف کی تبدیلی میں بے شمار (خرابیاں) دیکھی ہیں کیونکہ ظالم قاضیوں نے اس کو مسلمانوں کے اوقاف باطل کرنے کا حیلہ بنالیا ہے، اسی لئے اسعاف میں فرمایا کہ قاضی مستبدل سے مراد قاضی بہشت ہے جس کی تفسیر اہل علم وعمل کے ساتھ کی جاتی ہے اھ میری عمر کی قسم یہ صورت تو کبریت احمر سے بھی زیادہ نادر ہے اور میں نہیں خیال کرتا ہوں اس کو |

| | |
|---|---|
| واللہ سائل کل انسان اھ قال العلامة البیری بعد نقله **اقول:** وفی فتح القدیر الموجب الشرط او الضرورة ولاضرورة فی ھذا اذ لاتجب الزیادة بل نبقیه کما کان اھاقول: ماقاله ھذاالمحقق ھوالحق الصواب اھکلام البیری وھذا ماحررہ العلامة القنالی اھ مافی ردالمحتار مختصرًا[15] وأیتنی کتبت علی ھامش قوله واجری علیه الماء حتی صار بحرا مانصه **اقول:** علی ھذالم یبق عامراوفیه کلام والصورة الرابعة سیأتی ان الحق عدم جواز الاستبدال فیھا فلم یبق الاصورتان بل لك ان تقول الثالثة ایضاً خراب معنی وان لم یکن صورة فلك ان تقول ان العامر لایستبدل الابشرط کماھو قضیة | مگر محض لفظ جس کا ذکر کیا جاتا ہے چنانچہ حد سے تجاوز کرنے کے خوف کے پیش نظر زیادہ مناسب اس میں ممانعت ہے اور اللہ تعالٰی ہر انسان سے پوچھنے والا ہے اھ علامہ بیری نے اس کو نقل کرنے کے بعد کہا **میں کہتا ہوں** اور فتح القدیر میں ہے کہ استبدال کا موجب یا تو شرط استبدال ہے یا ضرورت استبدال جبکہ یہاں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ وقف پر زیادتی واجب نہیں بلکہ ہم اس کو پہلی حالت پر باقی رکھیں گے اھ میں کہتا ہوں جو کچھ اس محقق نے کہا وہی حق اور درست ہے اھ کلام البیری۔ یہ وہ ہے جس کو علامہ قنالی نے تحریر کیا ہے اھ مختصراً ردالمحتار، اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے شامی کے قول کہ "غاصب نے زمین وقف پر پانی بہایا یہاں تک کہ وہ دریا بن گئی" پر یوں حاشیہ لکھا کہ **میں کہتا ہوں** اس صورت میں وہ آباد نہ رہی حالانکہ کلام تو آباد زمین میں ہو رہی ہے، اور عنقریب چوتھی صورت کے بارے میں آرہا ہے کہ اس میں حق استبدال کا عدم جواز ہے، تو اب صرف دو۲ صورتیں باقی ہیں بلکہ تو کہہ سکتا ہے کہ تیسری صورت بھی معنیً خراب ہے اگرچہ صورتاً نہیں، لہٰذا تو کہہ سکتا ہے کہ آباد زمین وقف میں استبدال نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ واقف نے خود استبدال کی شرط لگادی ہو، |

[15] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۹

| | |
|---|---|
| ماحقق المحقق فی الفتح حیث حصرہ فی الشرط اوضرورۃ خروجہ من الانتفاع بہ وان شئت اوضحت فقلت ان الوقف مہما امکن الانتفاع بہ لم یجز استبدالہ الابالشرط۔ | جیسا کہ فتح القدیر میں مذکور کلام محقق کا تقاضا ہے جہاں اس نے استبدال کو شرط یا انتفاع سے خارج ہونے کی ضرورت میں منحصر کیا ہے اگر تو تفصیل کا طلبگار ہے تو میں کہتا ہوں کہ جب تک وقف سے انتفاع ممکن ہو بلا شرط اس کو تبدیل کرنا جائز نہیں۔(ت) |

پھر بحالت شرط استبدال بھی اس تبدیل کا جواز چند شرط سے مشروط:

**اولاً:** یہ تبدیل کرنے والا خود واقف ہو یا وہ جس کی تبدیل اس نے شرط کی ہو مثلاً اپنے لئے تبدیل شرط کی تو متولی وغیرہ کسی کو اختیار نہیں اور دوسرے کے لئے شرط کی تو واقف کو اختیار ہے۔

**ثانیاً:** جتنی بار شرط کی اس سے زائد نہ ہو مثلاً کہا کہ مجھے تبدیل کا اختیار ہے تو ایک ہی بار بدل سکتا ہے اور اگر کہا جس قدر بار چاہوں تبدیل کروں تو ہمیشہ مختار ہے۔

**ثالثاً:** تبدیل عقار یعنی جائداد غیر منقولہ سے ہو نہ روپیہ اشرفی سے۔

**رابعاً:** عقار میں تخصیص کردی ہے تو اس کے خلاف کا اختیار نہیں مثلاً زمین سے بدلنا شرط کیا تو مکان سے تبدیل نہیں کرسکتا اور مکان کی شرط کی زمین سے تبدیل کا اختیار نہیں رکھتا یونہی فلاں شہر یا گاؤں کی زمین یا فلاں محلّہ کے مکان یا فلاں بازار کی دکان کی تخصیص کی تو معتبر رہے گی۔

**خامساً:** تبدیل مکان بمکان میں وہ مکان اسی محلّہ کا ہو یا اس سے بہتر کا، یونہی دکان میں بازار وہی ہو یا اس سے بہتر۔

**سادساً** بیع میں غبن فاحش نہ ہو۔

**سابعاً:** ایسے کے ہاتھ بیع نہ کرے جس کے لئے اس کی شہادت بوجہ تہمت رعایت مقبول نہ ہو جیسے باپ بیٹا۔

**اقول:** خلاصہ یہ کہ مخالفت شرط ومظنہ مخالفت نفع وقف سے بچے سب شرائط انہیں دو کلموں میں آگئے،

| | |
|---|---|
| اما الاولان والرابع ففی الاولی ولیس استبدالہ بنفسہ اذا شرطہ لغیرہ من باب الخلاف | بہرحال پہلی دونوں اور چوتھی شرط ہے تو اول میں خود واقف کا تبدیل کرنا جبکہ وہ غیر کیلئے استبدال کی شرط کرچکا ہو خلاف شرط کے قبیلہ سے نہیں، |

| | |
|---|---|
| لما صرح به فی الخانیة اٰخر فصل الشرط فی الوقف ان الوقف هو الذی شرط لذٰلك الرجل وما شرط لغیره فهو مشروط لنفسه [16] اھ واما البواقی ففی الاخری فان النقد اسرع هلا کا من العقار فالا ستبدال به نزول الی الاخس وفیه مخالفة النفع والسابع مظنتها۔ | اس دلیل کی بناء پر جس کی تصریح خانیہ کے باب الوقف، فصل الشرط کے آخر میں کی گئی کہ بیشک واقف وہی ہے جس نے اس شخص (غیر) کے لئے استبدال کی شرط لگائی اور جو شرط اس نے غیر کے لئے لگائی وہ خود اس کے اپنے لئے بھی شرط ہوئی اھ لیکن باقی شرطوں میں سے دوسری اس لئے کہ نقدی عقار کی بنسبت جلد ہلاک ہوتی ہے تو نقدی کے ساتھ وقف زمین کا تبادلہ گھٹیا کی طرف نزول ہوگا اور اس میں نفع کی مخالفت ہے اور ساتویں شرط میں اس مخالفت کا ظن ہے۔ (ت) |

ہاں جو وقف ویران وخراب ہو جائے تو قاضی شرع حاکم اسلام عالم عادل متدین خدا ترس کو بلا شرط واقف بلکہ باوصف منع واقف بھی اسے بیچ کر دوسری جائداد اسی غرض کے لیے اس کے قائم مقام کر دینے کی اجازت ہے بچند شروط، چار شرطیں تو یہی کہ اوپر گزریں یعنی اول وثانی ورابع کے سوا اور پانچویں شرط جو ابھی بیان کی کہ قاضی قاضی بہشت ہو، نہ قاضی جہنم،

**سادسًا:** وقف کا کچھ غلہ کرایہ وغیرہ ایسا نہ ہو جس سے اس کی آبادی ہو سکے۔

**سابعًا:** ویرانی کامل ومطلق ہو کہ اصلًا قابل انتفاع نہ رہے جس غرض کے لئے وقف کیا کچھ کام نہ دے یا آمدنی اس قدر ناقص ہو کہ اس کے خرچ کو بھی غیر وافی ہو،

| | |
|---|---|
| هذا ما لخصناه بتوفیق اللّٰه تعالٰی من کلمات العلماء سنذکر کلامهم لیتضح لك جلیلة المآل قال فی ردالمحتار اعلم ان الاستبدال علی ثلثة وجوه، الاول ان یشترطه الواقف لنفسه اولغیره اولنفسه | یہ وہ خلاصہ ہے جو ہم نے علماء کی کلاموں سے اللہ تعالٰی کی توفیق کے ساتھ اخذ کیا ہے اب ہم ان علماء کرام کا کلام ذکر کرینگے تاکہ تیرے لئے بحث کے انجام کی عظمت واضح ہو جائے، ردالمحتار میں فرمایا تو جان لے کہ استبدال تین وجہوں پر ہے، اول یہ کہ واقف نے اپنے لئے یا غیر کے لئے یا دونوں کے لئے |

[16] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی مسائل الشرط فی الوقف مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۲۲

| | |
|---|---|
| وغیره،فالاستبدال فیه جائز علی الصحیح،والثانی ان لایشرطه سواء شرط عدمه اوسکت لکن صار بحیث لاینتفع به بالکلیة بان لایحصل منه شیئ اصلا اولایفی بمؤنته فهو ایضا جائز علی الاصح اذاکان باذن القاضی ورأیه المصلحة فیه،والثالث ان لایشرطه ایضا ولکن فیه نفع فی الجملة وبدله خیر منه ریعاونفعا وهذالایجوز استبداله علی الاصح المختار کذاحرره العلامة قنالی زاده وهو ماخوذ من الفتح[17] اه ثم قال وفی البحر،المعتمد انه بلاشرط یجوز للقاضی بشرط ان یخرج عن الانتفاع بالکلیة وان لایکون هناك ریع للوقف یعمر به وان لایکون البیع بغبن فاحش وشرط فی الاسعاف ان یکون المستبدل قاضی الجنة المفسر بذی العلم والعمل | استبدال کی شرط لگائی ہو تو اس صورت میں صحیح قول کے مطابق استبدال جائز ہے۔دوم یہ کہ واقف نے استبدال کی شرط نہ لگائی ہو عام ازیں کہ عدم استبدال کی شرط لگائی ہو یا خاموشی اختیار کی ہو لیکن وقف ایسا ہو گیا کہ اب اس سے بالکل نفع نہیں اٹھایا جاسکتا بایں طور کہ اس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا یا اتنا حاصل ہوتا ہے جس سے وقف کا خرچہ پورا نہیں ہوتا تو اصح قول کے مطابق اس میں بھی استبدال جائز ہے بشرطیکہ قاضی اس کا اذن دے اور وہ اس میں مصلحت سمجھے۔سوم یہ کہ واقف نے استبدال کی شرط تو نہ کی ہو لیکن اس وقف میں کچھ نفع ہو اور اس کا بدل ماحول اور نفع کے اعتبار سے وقف سے بہتر ہو تو اصح و مختار قول کے مطابق اس کا استبدال جائز نہیں۔علامہ قنالی زادہ نے یوں ہی تحریر فرمایا ہے اور یہی فتح سے ماخوذ ہے اھ۔پھر فرمایا اور بحر میں ہے معتمد یہ ہے کہ یہ بلاشرط ہے جبکہ قاضی کے لئے اس شرط کے ساتھ استبدال جائز ہے کہ وقف کلی طور پر انتفاع سے خارج ہوجائے اور نہ ہی وقف کا ماحول اس قابل ہو کہ اس کے ذریعے وقف کو آباد کیا جاسکے اور نہ ہی یہ بیع غبن فاحش کے ساتھ ہو۔اسعاف میں یہ شرط لگائی گئی کہ تبدیل کرنے والا قاضی بہشت یعنی صاحب علم و عمل ہو |

[17] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۷

| | |
|---|---|
| ویجب ان یزاد اُخر فی زماننا وھو ان یستبدل بعقار لابدراھم ودنانیر فانا قد شاھدنا النظار یأکلونھا وافاد فی البحر زیادۃ شرط سادس ان لایبیعه ممن لا تقبل شھادته له ولاممن له علیه دین، حیث قال باع من رجل له علی المستبدل دین وباع الوقف بالدین وینبغی ان لایجوز علی قول ابی یوسف وھلال لانھما لا یجوز ان البیع بالعروض فالدین اولی اھ و ذکر عن القنیة مایفید شرطا سابعا حیث قال مبادلة دار الوقف بدار اخری انما یجوز اذاکانتا فی محلة واحدۃ اومحلة الاخری خیرا، وبالعکس لا یجوز وان کانت المملوکة اکثر مساحة وقیمة واجرۃ لاحتمال خرابھا فی ادون المحلتین اھ۔وزاد قنا لی زادہ ثامنا وھو ان یکون البدل والمبدل من جنس واحد | اور ہمارے زمانے میں ایک اور شرط کا اضافہ ضروری ہے وہ یہ وقف کا تبادلہ عقار کے ساتھ کیا جائے نہ کہ درہموں اور دیناروں کے ساتھ، کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ متولی وقف کے عوض دراہم و دینار لے کر کھاجاتے ہیں اور بحر نے چھٹی شرط کے اضافے کا فائدہ دیا ہے وہ یہ کہ وقف کی زمین ایسے شخص کے ہاتھ فروخت نہ کرے جس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں اور نہ ہی ایسے کے ہاتھ فروخت کرے جسکا یہ مقروض ہے۔ جہاں صاحب بحر نے فرمایا کہ وقف کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسکا تبدیل کرنے والے پر قرض تھا اور اس نے قرض کے بدلے وقف کو بیچا تو امام ابویوسف اور ہلال کے نزدیک یہ بیع ناجائز ہونی چاہئے کیونکہ یہ دونوں عروض کے عوض بیع کو ناجائز مانتے ہیں، تو دین کے عوض بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگی اھ اور قنیہ کے حوالے سے صاحب بحر نے جو ذکر کیا وہ ساتویں شرط کا فائدہ دیتا ہے جہاں یہ فرمایا کہ وقف مکان کو دوسرے مکان سے تبدیل کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ وہ دونوں مکان ایک ہی محلّہ میں واقع ہوں یا دوسرا محلّہ بہتر ہو اور اس کے برعکس استبدال ناجائز ہے اگرچہ تبدیل شدہ مکان وسعت، قیمت اور اجرت کے اعتبار سے وقف کی بنسبت اکثر ہو کیونکہ کمتر محلّہ میں واقع ہونے کی وجہ سے اس کی خرابی کا احتمال ہے اھ، اور قنالی زادہ نے آٹھویں شرط کا اضافہ کیا |

| | |
|---|---|
| لما فی الخانیة لو شرط لنفسه استبدالها بدار لم یکن له استبدالها بارض وبالعکس او بارض البصرة تقیید اھ فھذا فیما شرطه لنفسه فکذا یکون شرطا فیما لم یشرطه لنفسه بالاولی تامل ثم قال والظاہر عدم اشتراط اتحاد الجنس فی الموقوفة للاستغلال لان المنظور فیھا کثرة الریع وقلة المرمة والمؤنة اھ ولایخفی ان ھذه الشروط فیما لم یشرط الواقف استبداله لنفسه اوغیره، فلو شرطه لایلزم خروجه عن الانتفاع ولامباشرة القاضی له ولاعدم ریع یعمر به کما لایخفی فاغتنم ھذا التحریر[18] اھ کلام الشامی ملخصًا ورائیتنی کتبت علی ھامشه عند ذکره الشرط الثامن وھو اتحاد جنس البدلین | وہ یہ کہ بدل اور مبدل دونوں ایک ہی جنس سے ہو ں اس دلیل کی بنا پر جو خانیہ میں ہے کہ اگر واقف نے شرط لگائی کہ وہ وقف گھر کو گھر سے بدلے گا تو اس کے بدلے میں زمین لینا اس کے لئے جائز نہیں یونہی اسکے بر عکس یا یہ شرط لگائی کہ اس کے بدلے بصرہ کی زمین لے گا تو یہ مقید ہو جائے گا اھ یہ اس صورت میں ہے جب واقف نے اپنے لئے یہ شرط لگائی ہو اسی طرح یہ بدرجہ اولٰی شرط ہو جائے گی جبکہ اس نے خاص اپنے لئے یہ شرط نہ لگائی ہو، غور کر، پھر فرمایا غلہ حاصل کرنے کے لئے زمین موقوفہ کے استبدال میں ظاہر اتحاد جنس کا شرط نہ ہونا ہے کیونکہ اس میں سبزہ، گھاس اور غلہ کی کثرت اور مرمت اور خرچہ کی قلّت ملحوظ ہوتی ہے اھ اور پوشیدہ نہ رہے کہ یہ تمام شرطیں اس صورت میں ہیں جب واقف نے اپنے لئے یا غیر کے لئے استبدال کی شرط نہ لگائی ہو چنانچہ اگر واقف نے استبدال کی شرط لگائی ہے تو استبدال کے لئے وقف کا انتفاع سے خروج اور اس کے لئے قاضی کی مباشرت اور وقف کے مال کا ایسا نہ ہونا جس سے اس کو آباد کیا جاسکے کچھ بھی ضروری نہیں جیساکہ مخفی نہیں، پس اس تحریر کو غنیمت سمجھ اھ تلخیص کلام شامی۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے شامی |

[18] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۸

| | |
|---|---|
| مانصه **اقول**: الذی یظهر للعبد الضعیف انه غیر شرط الا لاتباع الشرط حتی لو شرط الاستبدال واطلق لم یتقید بالجنس کما یفیده کلام الاسعاف فاذن لایکون هذا مشروطا فی التبدیل بالشرط، ثم راجعت الخانیة فوجدت کلامها انص علی مافهمت ولله الحمد حیث قال رضی الله تعالٰی عنه، لوقال ارضی صدقه موقوفة علی ان لی ان استبدلها بارض اخری لم یکن له ان یستبدلها بدار لانه لایملك تغیر الشرط، ولو قال ان لی ان استبدلها بدار لم یکن له ان یستبدلها بارض، ولو شرط الاستبدال ولم یذکر ارضا ولادارافباع الارض الاولی کان له ان یستبدلها بجنس العقارات ماشاء من دار اوارض لاطلاق اللفظ[19] اھ | کے اس مقام پر حاشیہ لکھا جہاں علامہ شامی نے آٹھویں شرط یعنی بدلین میں اتحاد جنس کا صراحۃً ذکر کیا (اور وہ حاشیہ یوں ہے) **اقول**: (میں کہتا ہوں جو اس ضعیف بندے پر ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ غیر شرط ہے مگر اتباع شرط کے لئے یہاں تک کہ اگر واقف نے مطلقًا استبدال کی شرط لگائی تو یہ استبدال جنس کے ساتھ مقید نہ ہوگا جیسا کہ اسعاف کا کلام اس کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا یہ بلاشرط تبدیل میں مشروط نہیں ہوگا پھر میں نے خانیہ کی طرف رجوع کیا تو الحمد للہ اس کے کلام کو اپنے فہمیدہ پر بہتر نص پایا جہاں امام قاضی خاں رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اگر واقف نے کہا میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ مجھے دوسری زمین کے ساتھ استبدال کا اختیار ہوگا تو اس کو گھر کے ساتھ استبدال کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ وہ شرط میں تبدیلی کا مالک نہیں، اور اگر اس نے کہا کہ مجھے گھر کے ساتھ استبدال کا اختیار ہوگا تو وہ دوسری زمین کے ساتھ استبدال نہیں کرسکتا اور اگر اس نے استبدال کی شرط لگائی مگر اس نے زمین یا گھر کا ذکر نہیں کیا پھر پہلی زمین کو بیچ دیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ وہ ثمن کے بدلے کوئی بھی غیر منقولہ جائداد لے سکتا ہے چاہے زمین ہو یا گھر کیونکہ اس نے لفظ مطلق |

[19] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی مسائل الشرط فی الوقف مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ۴ /۷۲۱

مختصرا. فهذا بحمدالله نص صریح جلی فیما فهمت اماما کتبت علیه فتبین ولله الحمد ان هذاالثامن لامساغ فی استبدال القاضی بلاشرط فلذااسقطته من شروطه وابدلته فی الشرط الرابع، واسقطت من السابع فی الاول وهو الرابع فی الثانی عدم البیع بالدین لعلمی بان الثالث مغن عنه وزدت فی سابع الثانی ان لایفی ریعه بمؤنته اخذامماذکر فی ردالمحتار وقد نص علیه فی الاسعاف والخانیة وعنهما فی البحر نفسه وزدت فی الاول الشرطین الاولین لما فی الخانیة والاسعاف والبحر، واللفظ له لو شرط الاستبدال لنفسه ثم اوصی به الی وصیه، لایملك وصیه الاستبدال ولو وکل وکیلا فی حیاته صح، ولو شرطه لکل متولی صح، وملکه کل متولی ولو شرط الاستبدال لرجل اٰخر مع نفسه، ملك الواقف الاستبدال وحده

بولا ہے اھ اختصاراً۔ یہ بحمداللہ کھلی اور واضح نص ہے اس پر جو میں نے سمجھا اور جو میں نے شامی پر حاشیہ لکھا الحمد للہ وہ واضح ہوگیا کہ یہ جو آٹھویں شرط ہے استبدال قاضی بلا شرط میں اس گنجائش نہیں اسی لئے میں نے اس کو استبدال غیر مشروط کی شرطوں سے ساقط کردیا اور استبدال مشروط کی شرطوں میں اسے اس چیز کے ساتھ بدل دیا جو میں نے شرط رابع میں دیکھا اور میں نے اول میں ساتویں شرط جو کہ ثانی میں چوتھی ہے سے دین کے بدلے بیع کے عدم جواز کو یہ جان کر ساقط کردیا کہ تیسری شرط اس سے بے نیاز کردیتی ہے۔ اور جو کچھ ردالمحتار میں مذکور ہے اس سے اخذ کرتے ہوئے میں نے ثانی کی ساتویں شرط میں یہ اضافہ کیا کہ وقف کی آمدنی سے اس کا خرچہ پورا نہ ہوتا ہو حالانکہ اسعاف اور خانیہ میں اس پر نص کی گئی ہے اور خانیہ کے حوالے خود بحر میں مذکور ہے۔ اور اول میں پہلی دو شرطوں کا اضافہ میں نے اس دلیل کی بنا پر کہا جو خانیہ، اسعاف اور بحر میں ہے اور لفظ بحر کے ہیں کہ اگر واقف نے اپنے لئے استبدال کی شرط لگائی پھر کسی کے لئے اس کی وصیت کردی تو وصی استبدال کا مالک نہیں ہوگا، اور اگر اپنی زندگی میں کسی کو وکیل بنایا تو صحیح ہے، اور اگر ہر متولی کے لئے استبدال کی شرط لگائی تو صحیح ہے اور ہر متولی اس کا مالک ہوگا، اور اگر واقف نے اپنے ساتھ دوسرے شخص کے لئے استبدال کی شرط لگائی تو واقف تنہا استبدال کا مالک

| | |
|---|---|
| ولایملکه فلان وحده اھ[20] مختصرا وفی الدر وغیرہ جاز شرط الاستبدال به ثم لایستبدل لها بثالثة لانه حکم ثبت بالشرط والشرط وجد فی الاولی لاالثانیة[21] اھ قال الشامی قال فی الفتح الاان یذکر عبارة تفید له ذلك دائما[22] اھ فاغتنم ھذا التحریر والحمد ﷲ العلی الکبیر۔ | ہوگا جبکہ دوسرا شخص تنہا اس کا مالک نہیں ہوگا اھ اختصار۔ درمختار میں ہے وقف زمین کو دوسری زمین سے بدل لینے کی شرط لگانا جائز ہے پھر اسکو تیسری زمین سے نہیں بدلے گا کیونکہ یہ حکم استبدال شرط کے ساتھ ثابت ہوا اور شرط صرف پہلی زمین میں پائی گئی نہ کہ دوسری میں شامی نے کہا فتح میں فرمایا ہے مگر واقف ایسی عبارت ذکر کرے جو اسکے لئے دائمی استبدال کا فائدہ دے اھ اس تحریر کو غنیمت سمجھ، اور تمام تعریفیں اللہ بزرگ وبرتر کے لئے ہیں (ت) |

یہ حکم ہر عقار موقوف کا ہے جیسے زمین، مکان، دکان، اسی طرح اشجار موقوفہ اگر پھل دار ہوں تو جب تک ہرے ہیں ان کا کاٹنا بیچنا ناجائز اور گرپڑنے یا سوکھ جانے کے بعد روا ہے کہ لکڑی بیچ کر مصارف وقف میں صرف کردیں یہاں تک اگر کوئی پھل کا درخت نصف خشک ہوگیا اور نصف قابل انتفاع ہے تو اسی نصف خشک کی بیع جائز، باقی کی ممنوع، متولی اگر سبز کو کاٹے بیچے گا خائن ہے تولیت سے خارج کیا جائے گا، ہاں وہ پیڑ کہ پھل نہیں رکھتے بلکہ وقف کا انتفاع ان سے یونہی ہے کہ انہیں بیچ کر دام کئے جائیں ان کے سبز وخشک ہر طرح کی بیع جائز ہے،

| | |
|---|---|
| فی العقود الدریة عن البحر لرائق عن عمدة الفتاوی لایجوز بیع الاشجار الموقوفة المثمرة قبل قلعها بخلاف غیر المثمرة اھ وفی الفتح سئل ابو القاسم الصفار عن شجرة وقف یبس بعضها وبقی بعضها فقال | عقود دریہ میں بحوالہ بحر عمدۃ الفتاوی سے منقول ہے کہ وقف شدہ پھل دار درختوں کو گرجانے سے قبل فروخت کرنا جائز نہیں بخلاف ان درختوں کے جو پھل دار نہیں اھ۔ فتح میں ہے کہ ابوالقاسم صفار سے ایسے وقف شدہ درخت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس کا کچھ حصہ خشک ہوگیا اور کچھ ابھی باقی ہے |

[20] بحرالرائق کتاب الوقف مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۲۲۲

[21] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸۳

[22] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۸

| | |
|---|---|
| مایبس منہافسبیلہ سبیل غلتہا وما بقی فمتروک علٰی حالہا اھ[23] (ملخصا) وفی العقود عن البحر عن الظہیریۃ لیس لہ ان یبیع الشجرۃ ویعمر الدار[24] الخ وفیہا سئل فی ناظر وقف قطع اشجار بستان الوقف الیافعۃ الغیر الشالبۃ ولاالیابسۃ وباعہا بلاوجہ شرعی فہل اذا ثبت ذلک علیہ بالوجہ الشرعی یستحق العزل الجواب نعم وافتی الشیخ اسمٰعیل بمثل ذلک[25]۔ | توانہوں نے فرمایا کہ جو خشک ہوگیا ہے اس کا راستہ وہی ہے جو اس کے غلہ کا راستہ ہے اور جو باقی ہے اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا اھ تلخیص۔ عقود دریہ میں بحوالہ بحر، ظہیریہ سے منقول ہے کہ وقف درخت بیچ کر وقف گھر کی تعمیر کا اختیار متولی کو نہیں الخ۔ اسی میں ہے کہ ایسے متولی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے وقف باغ کے ایسے درخت کاٹ دئے جنکا پھل پکا ہوا تھا اور وہ بے کار اور خشک نہ تھے اور انہیں بغیر کسی شرعی وجہ کے فروخت کردیا کہ اگر اس پر شرعی طریقے سے اس فعل کا ثبوت ہوجائے تو کیا وہ اس لائق ہے کہ اس کو معزول کردیا جائے؟، جواب: ہاں، اور شیخ اسمٰعیل نے اسی کی مثل فتوی دیا ہے (ت) |

**زوائد:** جیسے درختوں کے پھل، زمین کا غلہ وغیرہ جن سے غرض یہ ہوتی ہے کہ انہیں بیچ کر مصارف مسجد واغراض معینہ واقف میں صرف کریں انکی بیع میں کوئی کلام نہیں مگر یہ بیع متولی کرے یا باذن قاضی شرع ہو کما قدمناہ عن الھندیۃ عن السراجیۃ (جیسا کہ ہم نے پہلے ہندیہ سے بحوالہ سراجیہ ذکر کیا ہے۔ت) ہاں جہاں جہاں ان مسائل میں اذن قاضی کی شرط مذکور ہوئی اگر قاضی شرع نہ ہو جیسے ان بلاد میں، تو بضرورت مسلمانان دین دار موتمن معتمد اس بار کو اپنے اوپر اٹھا سکتے ہیں اور اللہ حساب لینے والا ہے اور وہ مصلح و مفسد کو خوب جانتا ہے،

| | |
|---|---|
| فی الخانیۃ من فصل المقابر والرباطات قد ذکرنا ان الصحیح من الجواب ان بیعھم بغیر امر القاضی لا یصح | خانیہ کی فصل المقابر والرباطات میں ہے تحقیق ہم ذکر کرچکے ہیں کہ صحیح حکم یہ ہے کہ قاضی کے حکم کے بغیر ان کی بیع درست نہیں سوائے اس جگہ کے |

[23] العقود الدریۃ کتاب الوقف الباب الاول مطبوعہ حاجی عبدالغفار ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۱۱۵

[24] العقود الدریۃ کتاب الوقف الباب الثانی مطبوعہ حاجی عبدالغفار ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۲۰۰

[25] العقود الدریۃ کتاب الوقف الباب الثالث مطبوعہ حاجی عبدالغفار ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۲۳۰

| | |
|---|---|
| الا ان یکون فی موضع لا قاضی ھناک[26]۔ | جہاں کوئی قاضی نہ ہو۔(ت) |

اسی طرح وہ تمام اشیاء جو متولی بطور خود مسجد کے مال سے آمدنی مسجد بڑھانے کو خریدے ان کی بیع کا بشرط مصلحت وہ ہر وقت اختیار رکھتا ہے اگرچہ وہ دکان ومکانات ودیہات ہی ہوں کہ یہ خریداری اگرچہ بنظر مصلحت جائز ہوتی ہے مگر اس کے باعث وہ چیزیں وقف مسجد نہ ہو گئیں کہ ان کی بیع ناجائز ہو،

| | |
|---|---|
| فی الخانیۃ باب الرجل یجعل دارہ مسجدا المتولی اذا اشتری من غلۃ المسجد حانوتا او دارا اومستغلا اٰخر جاز لان ھذا من مصالح المسجد فاذا اراد المتولی ان یبیع ما اشتری وباع اختلفوا فیہ قال بعضھم لا یجوز ھذا البیع لان ھذا صار من اوقاف المسجد وقال بعضھم یجوز ھذا البیع وھو الصحیح لان المشتری لم یذکر شیئا من شرائط الوقف فلا یکون ما اشتری من جملۃ اوقاف المسجد[27] اھ وفی منحۃ الخالق ورد المحتار عن الفتح اعلم ان عدم جواز بیعہ الا اذا تعذر الانتفاع بہ،انما ھو فیما ورد علیہ وقف الواقف امافیما اشتراہ المتولی من مستغلات الوقف فانہ یجوز بیعہ بلا ھذا الشرط وھذا لان فی صیرورتہ وقفا خلافا | خانیہ کے"باب الرجل یجعل دارہ مسجدا"میں ہے کہ متولی اگر مسجد کی آمدنی سے دکان، گھر یا دیگر منافع خریدے تو جائز ہے کیونکہ یہ مسجد کے مصالح میں سے ہے۔پھر جب متولی چاہے کہ جو اس نے خریدا اس کو فروخت کرے،اور فروخت کردے تو اس میں فقہاء نے اختلاف کیا، بعض نے کہا یہ بیع ناجائز ہے کیونکہ یہ چیز اوقاف مسجد میں سے ہوچکی ہے اور بعض نے کہا یہ بیع جائز ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ مشتری نے شرائط وقف میں سے کچھ بیان نہیں کیا لہٰذا جو کچھ اس نے خریدا وہ اوقاف مسجد میں سے نہیں ہوگا اھ منحۃ الخالق اور ردالمحتار میں فتح کے حوالہ سے ہے۔جان لے کہ بیشک وقف سے انتفاع کے متعذر ہوئے بغیر اسکی بیع کا عدم جواز صرف اس چیز میں ہے جس پر واقف کا وقف وارد ہوا،رہی وہ چیز جس کو متولی نے وقف کی آمدنی سے خریدا تو اس میں شرط مذکور کے بغیر بھی بیع جائز ہے کیونکہ اس کے وقف ہونے میں اختلاف ہے |

[26] فتاوٰی قاضی خان کتاب الوقف فصل فی المقابر والرباطات مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۲۶

[27] فتاوٰی قاضی خان کتاب الوقف باب الرجل یجعل دارہ مسجدا مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۱۵

| | |
|---|---|
| والمختار انہ لایکون وقفا فللقیم ان یبیعہ متی شاء لمصلحۃ عرضت [28] اھ. واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ | اور مختار یہ ہے کہ وہ وقف نہیں ہے لہٰذا متولی کو اختیار ہے کہ کسی مصلحت کے عارض ہونے پر جب چاہے اس کو فروخت کرسکتا ہے اھ، اور اللہ سبحٰنہ وتعالٰی بہتر جانتا ہے۔ (ت) |

[28] ردالمحتار کتاب الوقف مطلب فی الوقف اذا خرب الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۲، منحۃ الخالق علی ھامش البحر الرائق کتاب الوقف مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۲۲۰